© rasailojaraid.com

(آخری قسط)

مولانا عبدالحق چوہان

لمعاتِ سیرت

اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے راہ فرار اختیار کی عکرمہ بن ابی جہل بھی تھا۔ اس شخص کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو "عداوت" تھی اس کی وضاحت کے لئے اس کا ابوجہل کا بیٹا ہونا ہی کافی ہے۔ اس کی بیوی ام حکیم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے لئے امان کی درخواست پیش کی۔ آپ نے اسے شرفِ قبولیت سے نوازا۔ وہ بھی یمن کی جانب بھاگ گیا تھا۔ اس کی بیوی اس کے پاس وہاں پہنچی اور اس کو کہا:

يَا ابنَ عمّ جئتك من عندِ أبرّ النَّاس وأوصلِ النَّاسِ وخيرِ النَّاس لا تهلك نفسكَ انّي قد استأمنتُ لكَ رسولَ اللهِ صلى الله عليهِ وسلّم

اے ابن عم! میں سب سے زیادہ نیکوکار اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور سب میں بہتر شخص کے پاس سے آئی ہوں۔ تو اپنے آپ کو ہلاک مت کر میں نے تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امان حاصل کی ہے۔

اور یہی عکرمہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے لگا تو آپ نے اہل مجلس کو خطاب کر کے فرمایا!

يأتيكم عكرمةُ مؤمناً فلا تسبّوا اباهُ فانّ سبّ الميّتِ يؤذي الحيَّ

عکرمہ مومن ہو کر آرہا ہے لہٰذا اس کے باپ کو برا نہ کہنا کیونکہ مُردہ کو بُرا کہنے سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے۔

انسان کے اخلاق کی سب سے زیادہ رازدان بیوی ہوتی ہے۔ آپ کے منصبِ نبوت سے سرفراز ہونے سے قبل کا واقعہ ہے کہ حضرت خدیجۃ الطاہرہ قریش کے تجار افراد کو عقد مضاربت پر اپنا مال حوالہ کرتی تھیں۔ جب ان کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت اور امانت داری کا علم ہوا تو انہوں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنا مال آپ کے حوالہ کیا اور ساتھ ہی آپ کی خدمت گذاری کے لئے اپنا میسرہ غلام آپ کے ساتھ روانہ کردیا۔

فلمّا بلغها عن رسولِ اللهِ صلّی الله علیه وسلّم ما بلغها من صدقِ حدیثه وعظم امانتهِ وکرم اخلاقهِ فقد بعثت الیه فعرضت الیه ان یخرج فی مالٍ لها الی الشام تاجراً وتعطیه افضل ما کانت تعطی غیره من التجار مع غلام لها یقال له میسرة۔

(ابن هشام ص۱۸۸ ج۱)

جب حضرت خدیجہ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق گفتار، امانت داری، اور مکارم اخلاق کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ آپ ان کا مال لے کر تجارت کے لئے شام جائیں اور اس کے معاوضہ میں دوسرے لوگوں کو جو کچھ دیتی ہے آپ کو اس سے زیادہ دے گی اور ساتھ ہی آپ کی خدمت گذاری کیلئے اپنا میسرہ نامی غلام بھی۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی آپ قریباً پچیس برس کی عمر میں تھے۔ آپ یہ مال لے کر شام کی طرف تشریف لے گئے، آپ کی دیانت اور امانت کے باعث خدیجہ کو اس مال میں بہت ہی زیادہ منافع حاصل ہوئے۔ واپسی پر میسرہ نے خدیجہؓ کو آپ کی دیانت اور "ارہاص نبوت" کے حیرت انگیز واقعات سے مطلع کیا۔ جس سے متأثر ہو کر خدیجہؓ نے آپ کے سامنے ان الفاظ کے ساتھ اپنی آرزو کا اظہار کیا۔

یا ابن عمّ! انّی قد رغبتُ فیک لقرابتک وسطتک فی قومک وامانتک وحسن خلقک وصدق حدیثک

(ابن هشام ص۱۸۹ ج۱)

اے ابن عم! آپ کی شرافت، امانتداری حسن اخلاق، اور رشتہ داری کے باعث میری یہ آرزو ہے کہ آپ میرے ساتھ رشتۂ ازدواج قائم کرلیں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ جب آپ ختم نبوت کے منصب جلیل پر فائز ہوئے تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کے مکارم اخلاق ہی سے آپ کی نبوت پر استدلال قائم کرکے آپ کی نبوت کی تصدیق کی۔

انّک لتصلُ الرّحم وتحمل الکلّ وتکسب المعدوم وتقری الضّیف

تحقیق آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، آپ اپنی کمائی میں مفلسوں، ناداروں کو شریک کرتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔
(بخاری باب کیف کان بدؤ الوحی الٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صـ ۳ ج ۱)

ہیں۔ آپ مہمان نوازی فرماتے ہیں۔ اور راہ حق میں مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔

آپ کا محبوب اور غلام خاص حضرت زید بن حارثہ ابھی آٹھ سال ہی کے تھے کہ اپنی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ کے ساتھ اپنے ننہال جا رہے تھے کہ راستہ میں بنو قین کے قزاقوں نے آپ کو اچک لیا۔ اور "حباشہ" کے بازار میں ان کو غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ ان کو حکیم بن حزام خرید کر کے مکہ لائے اور اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ کے حوالہ کیا اور حضرت خدیجہ کے توسط سے یہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ گئے جب ان کے والد حارثہ بن شراحیل کو معلوم ہوا کہ ان کا لختِ جگر مکہ میں غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہے تو وہ اور ان کا بھائی کعب بن شراحیل مکہ میں آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا ابْنَ سَيِّدِ قَوْمِهٖ اَنْتُمْ جِيْرَانُ اللّٰهِ وَتُفُكُّوْنَ الْعَانِيَ وَتُطْعِمُوْنَ الْجَائِعَ وَقَدْ جِئْنَاكَ فِيْ اِبْنِنَا عَبْدِكَ لِتُحْسِنَ اِلَيْنَا فِيْ فِدَائِهٖ۔
(الروض الانف صـ ۱۶۴ ج ۱)

اے ابن عبد المطلب اے اپنی قوم کے سردار کے فرزند ارجمند تم اللّٰہ تعالیٰ کے گھر کے ہمسائے ہو اور غلاموں کو آزاد کرنے والے اور فاقہ زدہ لوگوں کی خبرگیری کرنے والے ہو۔ تحقیق ہم آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہم پر احسان کر کے فدیہ لے لیں اور زید ہمارے حوالہ کر دیں۔

اس پر آپ نے فرمایا میں آپ کے سامنے اس کو بلا لیتا ہوں، اس کو اختیار ہے آپ کے ساتھ اگر جانا چاہے تو بغیر کسی فدیہ کے آپ اس کو لے جائیں انہوں نے کہا یہ تو بڑے انصاف کی بات ہے۔ آپ نے زید کو بلا لیا اور اس سے پوچھا کہ تم ان لوگوں کو جانتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں۔ ایک میرا باپ ہے اور دوسرا چچا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اجازت ہے اگر تم ان کے ساتھ جانا چاہتے ہو تو جا سکتے ہو۔ اس پر زید نے کہا کہ میں تو آپ کو چھوڑ کر ان کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوں۔ زید کے اس جواب پر ان کے والد نے ان کو توبیخاً کہا:

يَا زَيْدُ اَتَخْتَارُ الْعُبُوْدِيَّةَ

اے زید کیا تو غلامی کو اپنے باپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عَلٰی اَبِیْکَ وَاُمِّکَ وَبَلَدِکَ وَ قَوْمِکَ ؟ (الروض الانف ص۱۶۴ ج ۱)

ماں، شہر اور قوم پر ترجیح دے رہا ہے۔؟

اس پر حضرت زیدؓ نے جواباً کہا :

اِنِّیْ قَدْ رَأَیْتُ مِنْ ھٰذَا الرَّجُلِ شَیْئًا وَمَا اَنَا بِالَّذِیْ اُفَارِقُہٗ اَبَدًا۔ (الروض الانف ص۱۶۴ ج ۱)

تحقیق میں نے اس شخص کے جو اخلاق دیکھے ہیں ان کی بنا پر میں ان سے کبھی بھی جدا نہیں ہوں گا۔

مختلف لوگوں کی زبانی قبل النبوۃ اور بعد النبوۃ آپ کے مکارم اخلاق کی یہ ترجمانی "مشتے نمونہ از خروارے" کی حیثیت میں ہے ورنہ تو آپ مجسمۂ مکارم اخلاق تھے اس لئے قرآن مجید میں خالقِ کائنات نے آپ کو "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" کے ممتاز اور رفیع خطاب سے مخاطب فرمایا ہے اور ان حقائق سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اشاعت اسلام اور دینِ قیّم کی بنیاد ہی آپ کے مکارم اخلاق ہیں۔

آخر میں ہم آپ کے مکارمِ اخلاق کے متعلق ایک ایسے شخص کے تأثرات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہی اس غرض و نیت سے ہوا تھا تاکہ آپ کے اخلاق کا مشاہدہ کرکے یہ نتیجہ اخذ کر سکے کہ آپ حاملِ نبوت ہیں یا کہ ملوکیت :

جب صحابہ کرام نے قبیلہ طے پر حملہ کیا تو عدی بن حاتم تو شام کی طرف بھاگ گیا۔ اور حاتم کی بیٹی "سفانہ" گرفتار ہوگئی حاتم کی بیٹی کو مسجد کے دروازے کے پاس ایک باڑے میں رکھا گیا۔ سفانہ بڑی ہی دانا خاتون تھیں جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے تو اس نے کھڑے ہو کر عرض کیا :

ھَلَکَ الْوَالِدُ وَغَابَ الْوَافِدُ فَامْنُنْ عَلَیَّ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ (ابن ہشام ص۵۷۹ ج ۲)

یا رسول اللہ! باپ فوت ہو گیا اور حفاظت کرنے والا بھاگ گیا آپ مجھ پر احسان فرمائیں، اللہ آپ پر احسان فرمائے۔

سفانہ کہتی ہیں کہ دوسرے یوم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گذر ہوا تو میں نے وہی کلمات دہرائے۔ آپ تشریف لے گئے تیسرے دن میں مایوس ہوگئی آپ تشریف لائے اور آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے ایک شخص نے اشارہ کیا کہ اٹھ کر درخواست پیش کرو۔ میں نے اٹھ کر پھر وہی کلمات عرض کئے۔ تو آپ نے فرمایا تیری درخواست منظور ہے لیکن جاتے ہیں جلدی نہ کرو۔ جب تمہاری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قوم کا کوئی قابل اعتماد آدمی مل جائے جو تمہیں تمہارے شہر پہنچا دے تو مجھے اطلاع دینا۔ میں نے ان صاحب کے متعلق دریافت کیا جنہوں نے مجھے حضور سے گفتگو کرنے کا اشارہ کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں ٹھہری رہی یہاں تک کہ قبیلۂ قضاعہ کے سواروں کی ایک جماعت آگئی۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ اپنے بھائی کے پاس شام چلی جاؤں۔ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری قوم کے کچھ لوگ آگئے ہیں ان میں قابلِ اعتماد لوگ بھی موجود ہیں جو مجھے منزلِ مقصود تک پہنچا دیں گے۔ آپ نے مجھے رخصت عنایت کی اور ساتھ ہی اس طرح کے مکارم اخلاق اور الطافِ کریمانہ سے مجھے روانہ کیا۔

فکسانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحملنی واعطانی نفقۃ (ابن ہشام ص ۵۷۹ ج ۲)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لباس سواری اور سفر خرچ عنایت کیا۔

عدی کہتے ہیں کہ بخدا میں اپنے اہل و عیال میں بیٹھا ہوا تھا، کیا دیکھتا ہوں ایک سوار خاتون ہماری طرف آرہی ہے میں نے کہا یہ حاتم کی بیٹی ہے۔ اور واقعی وہی تھی۔ جب میرے پاس آکر ٹھہری تو اس نے کہا قطع رحمی کرنے والے ظالم تو اپنے اہل و عیال کو لے کر چل دیا۔ اور اپنے باپ کی نشانی اور بہن کو یوں ہی چھوڑ دیا۔ اس پر میں نے اس سے معذرت طلب کی۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ اس شخص یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تیری کیا رائے ہے۔ سفانہ نے جواباً کہا بخدا میری رائے یہ ہے کہ تمہیں جلد از جلد ان کی خدمت میں پہنچ جانا چاہیئے۔ اگر وہ نبی ہے تو جوان کے پاس پہلے پہنچے گا وہ فضیلت حاصل کر جائے گا۔ اگر وہ بادشاہ ہیں تو تمہیں ان کی بابرکت عزت کی بدولت کبھی ذلت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ عدی بن حاتم بھی نظریہ لے کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ میں پہنچے تو آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس نے آکر سلام عرض کیا۔ آپ نے دریافت کیا تم کون ہو! عدی کہتے ہیں میں نے کہا عدی بن حاتم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور مجھے ساتھ لے کر کاشانۂ نبوت کی طرف چل دیے۔ مجھے ساتھ لئے گھر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک معمر اور ضعیف خاتون مل گئیں آپ اس کے لئے دیر تک کھڑے رہے اور وہ اپنی حاجت میں گفتگو کرتی رہی۔ عدی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کریمانہ اخلاق، تواضع اور انکساری کا جب مشاہدہ کیا تو دل میں کہنے لگا یہ بادشاہ نہیں ہے۔

اذ لقیتہ امرأۃ ضعیفۃ	آپ کو ایک ضعیف اور معمر خاتون مل گئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

كبيرة فاستوقفته فوقف لها طويلاً تكلمه في حاجتها قال قلت في نفسي والله ما هذا بملك۔
(ابن هشام ص۵۸ ج ۲)

آپ کو اس نے ٹھہرا دیا۔ آپ اس کے لئے بہت دیر تک ٹھہرے رہے اور وہ اپنی حاجت کے متعلق گفتگو کرتی رہی۔ عدی کہتے ہیں میں نے دل میں کہا خدا کی قسم یہ بادشاہ نہیں۔

پھر مجھے اپنے گھر لے گئے اندر جاکر آپ نے چمڑے کا ایک گدا اٹھا کر مجھے دیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ میں نے عرض کیا آپ تشریف رکھیں فرمایا نہیں تم اس پر بیٹھو۔ چنانچہ میں اس گدے پر بیٹھ گیا۔ اور آپ زمین پر بیٹھ گئے۔ آپ کے اس کریمانہ اخلاق سے متاثر ہو کر عدی نے پھر وہی اپنا خیال دہرایا کہ آپ بادشاہ نہیں۔

تناول وسادة من ادم محشوة ليفاً فقذفها الي فقال اجلس على هذه قال قلت بل انت فاجلس عليها فقال بل انت۔ فجلست عليها وجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ بالارض قال قلت في نفسي والله ما هذا بامر ملك۔ (ابن هشام ص۵۸ ج ۲)

آپ نے ایک گدا اٹھایا جو کہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی مجھے دیا اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ عدی کہتے ہیں میں نے کہا آپ ہی تشریف رکھیں آپ نے فرمایا نہیں تم ہی اس پر بیٹھو۔ میں اس پر بیٹھ گیا اور آپ زمین پر بیٹھ گئے عدی کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تواضع اور اخلاق بادشاہوں کا انداز نہیں۔

آپ نے سلسلہ گفتگو شروع کرتے ہوئے فرمایا عدی ابن حاتم! کیا تم رکوسی نہیں ہو؟ یہ ایک مذہبی فرقے کا نام ہے۔ عدی کہتے ہیں میں نے جواباً عرض کیا ہاں میں رکوسی ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا تمہارے دین میں تمہارے لئے یہ حلال نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا ہاں واقعی میرے لئے حلال نہیں تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ آپ واقعی نبی مرسل ہیں آپ ان غیبی امور سے باخبر ہیں جنہیں دوسرے لوگ نہیں جانتے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثم قال ایه یا عدی بن حاتم الم تک رکوسیاً؟ قال قلت بلی۔ قال اولم تکن تسیر فی قومك بالمرباع قال قلت بلی۔ قال فان ذالك لم یکن یحل لك فی دینك۔ قال قلت اجل واللہ وقال واللہ عرفت انہ نبی مرسل یعلم ما یجهل
(ابن ھشام ص۵۸۰، ۵۸۱ ج ۲)

اس کے بعد آپ نے فرمایا اے عدی کیا تو رکوسی نہیں؟ عدی کہتا ہے میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنی قوم میں چکر لگا کر ان سے مال کا چوتھائی حصہ وصول نہیں کرتے ہو؟ عدی کہتا ہے میں نے کہا ہاں۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ تو تمہارے دین میں تمہارے لئے حلال نہیں تھا۔ عدی کہتا ہے میں نے کہا قسم بخدا واقعی میرے لئے یہ حلال نہیں تھا عدی کہتا ہے میں نے دل میں کہا کہ واقعی یہ نبی مرسل ہیں اسی لئے کہ ان کو ایسے امور کا علم ہے جو کہ دوسروں کے لئے مجہول ہیں۔

پھر فرمایا عدی! تمہیں اس دین میں داخل ہونے سے یہ بات مانع ہے کہ تم مسلمانوں کو حاجتمند دیکھ رہے ہو۔ خدا کی قسم! ان کے پاس مال اس کثرت سے ہوگا کہ اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا شاید اس دین میں داخل ہونے سے تمہارے لئے یہ امر مانع ہے کہ مسلمانوں کی تعداد کم اور دشمن زیادہ ہیں۔ بخدا وہ وقت قریب ہے کہ تم سنو گے کہ ایک عورت بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر قادسیہ سے چلے گی اور اسے کسی کا خوف نہیں ہوگا۔ اور شاید تمہارے لئے اس دین میں داخل ہونے سے یہ امر مانع ہے کہ حکومت اور سلطنت دوسرے لوگوں کے پاس ہے بخدا تم عنقریب سنو گے کہ بابل کے سفید محلات مسلمانوں کے لئے فتح ہو جائیں گے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد حضرت عدی فرمایا کرتے تھے دو باتیں تو واقعی صادق ہو چکی ہیں اور تیسری باقی ہے۔ خدا کی قسم! وہ بھی ہو کر رہے گی۔ میں نے دیکھ لیا کہ ایک عورت قادسیہ سے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چلی یہاں تک کہ اس نے حج کر لیا اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسے کسی کا خوف نہ تھا۔ بخدا تیسری بات بھی سچی ہو کر رہے گی۔ مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ لینے والا ڈھونڈے بھی نہیں ملے گا۔ آپ کے مکارمِ اخلاق اور اعلیٰ کردار کی یہ جھلک آپ کی زندگی کے کوئی استثنائی واقعات نہیں ہیں۔ بلکہ اس طرح کے واقعات کا تسلسل ہی آپ کی زندگی کے سوانحات کا عنوان ہے۔ اس طرح کی یہ معجزانہ زندگی آپ کی نبوت ورسالت کی برہان بیّن ہے۔ کیونکہ اس طرح کے ان حیرت افزا واقعات کی توجیہ کے لئے بغیر اس کے کہ آپ کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی جائے ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں کہ ان معجزاتی اخلاق کے لئے کوئی دوسرا سرچشمہ پیش کر سکیں۔ پھر یہ کہ مدنی زندگی میں آپ ایک ریاست کے بلا شرکت غیرے سربراہ کی حیثیت میں ہیں۔ اور آپ کے ارد گرد خداوند قدوس نے انسانوں کی ایک ایسی پاکیزہ جماعت پیدا کر دی کہ جن کی وفاداری، ایثار، قربانی اور اخلاص تاریخِ انسانیت میں ضرب المثل ہے اور ان کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ درماندہ و عاجز ہے اور کلام الٰہی میں ان کے اخلاصِ ایمانی اور مبنی بر تقویٰ زندگی کو باقی امت کے لئے معیارِ حق کی حیثیت میں قرار دیا گیا ہے۔ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صراحۃً نہ سہی بلکہ کنایۃً اور اشارۃً ابرو سے انہیں حکم صادر فرماتے تو اسی وقت ہی آپ کے لئے تعیّش و تنعم کے تمام ساز و سامان فراہم کر دیتے اور بغیر کھجور کے پیتے والے کاشانۂ نبوت کے آپ کے لئے زر و جواہر سے مرصّع فلک بوس محلات تیار کر دیتے۔ لیکن آپ نے ہمیشہ ہی دنیاوی زخارف سے اعراض فرمایا اور آخر وقت تک زاہدانہ زندگی کو اختیار کیا۔ آپ کی یہ پر عسرت اختیاری زندگی آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔

صدیقۂ کائنات اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ سلام اللہ علیہا ورضوانہ فرماتی ہیں:
دو دو مہینے گذر جاتے لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حجرات میں چولھا نہیں جلتا تھا۔

کیا تاریخ عالم کسی ایسے فرماں روا اور حکمران کی نشاندہی کر سکتی ہے؟ کہ جس نے باوجود قدرت و تسلط کے اپنے جانی دشمنوں سے اس طرح کے کریمانہ اخلاق کا برتاؤ کیا ہو۔ اور اپنی زاہدانہ زندگی کو دنیاوی آلائش سے ہمیشہ اس طرح پاک رکھا ہو۔ صفحات تاریخ اس طرح کے بلند کردار حامل انسان کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں اور مستقبل میں تو اس طرح کی شخصیت کے وجود کا امکان ہی نہیں کیونکہ آپ خالق کائنات کے آخری نبی ہیں، اور امورِ مملکت کی تولیت کی وجہ سے بظاہر اگر کسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چیز پر ملکیت کا اشتباہ تھا تو اس شبہ کی جڑ بھی آپ نے اس فرمان واجب الاذعان سے کاٹ دی:

لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَةٌ

— ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَصَفْوَةِ بَرِیَّتِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهِ الْکِرَامِ وَاَزْوَاجِهِ الْمُطَهَّرَاتِ

تحریکِ آزادی کے نامور سپوت مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ کی خود نوشت سوانح

میرا افسانہ

چالیس برس کے بعد دوبارہ شائع ہو گئی ہے۔

◎ میرا افسانہ نہ صرف افضل حق بلکہ ایک عہد اور ایک زمانہ کی سوانح ہے۔

◎ انگریز سامراج اور اس کے حاشیہ نشین جاگیرداروں کی محلاتی سازشوں اور آزادی کے متوالوں کی جدّ وجہد کا تذکرہ۔

◎ کتاب کے دونوں حصّے یکجا کر کے شائع کئے گئے ہیں۔

◎ کمپیوٹر کتابت، اعلیٰ طباعت، خوبصورت جلد، صفحات ۲۰۸۔ قیمت ۱۱۰/- روپے۔

◎ احرار کارکنوں اور نقیبِ ختمِ نبوت کے قارئین کو ۳۳٪ کمیشن پر ۷۴/- روپے میں دی جائے گی۔

◎ رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ منگوانے والوں کے لئے ۸۰/- روپے۔

ملنے کا پتہ

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون ۴۲۸۱۲

© rasailojaraid.com